سوال

(121) کیا خطبہ جمعہ میں وعظ کرنا بدعت ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ما قولکم أیھا العلماء الکرام فی أن الوعظ فی الخطبة یوم الجمعة ھل یجوز أم لا؟ وھل قول من قال: إن الوعظ فی الخطبة یوم الجمعة بدعة محضة مخالف للسنة النبویة، ولیس ھو مما ذکر جوازہ فی کتب الفقہ۔ صحیح أم لا؟

[علمائے کرام کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے کہ جمعے کے دن خطبے میں وعظ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا کسی شخص کا یہ کہنا کہ جمعے کے دن خطبے میں وعظ کرنا محض بدعت، سنت نبویہ کے مخالف اور فقہ کی کتابوں میں اس کے جواز کا کوئی ذکر نہیں ہے، درست ہے یا نہیں؟]

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

فقد سألت۔ رحمک اللہ۔ عن الوعظ فی الخطبة ھل یجوز أم لا؟ وھل قول من قال: إن الوعظ فی الخطبة یوم الجمعة بدعة محضة مخالف للسنة النبویة، ولیس ھو مما ذکر جوازہ فی کتب الفقہ، صحیح أم لا؟

فاعلم أن الوعظ فی الخطبة یوم الجمعة لیس ببدعة أصلا، بل ھو جائز مشروع، ثابت بالسنة النبویة ثبوتاً یناً، مذکور جوازہ فی کتب الفقہ ذکرا صریحاً، وھا أنا أذکر شیئاً من الأحادیث النبویة ونبذا من عبارات الکتب الفقھیة۔

أما الأحادیث فکثیرة منھا: ما رواہ البخاري عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: جاء رجل، والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب الناس یوم الجمعة، فقال: ((أصلیت یا فلان؟)) فقال: لا، قال: ((قم، فارکع)) وفی روایة عنہ لہ: ((قم فصل رکعتین))[1] انتھی۔

وفی روایة عنہ لمسلم قال: جاء سلیک الغطفانی یوم الجمعة، ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب فجلس، فقال: ((یا سلیک قم فارکع رکعتین، وتجوز فیھما)) ثم قال: ((إذا جاء أحدکم یوم الجمعة والإمام یخطب فلیرکع رکعتین، ولیتجوز فیھما))[2] انتھی

قال الحافظ فی فتح الباري: فی ھذا الحدیث من الفوائد أن للخطیب أن یأمر فی خطبتہ وینھیٰ، ویبین الأحکام المحتاج إلیھا، ولا یقطع ذلک التوالی المشترط فیھا، بل لقائل أن یقول: کل ذلک یعد

من الخطبة۔[3] انتہی

ومنها ما رواه مسلم عن جابر بن سمرة قال: كانت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبتان، یجلس بینهما، یقرأ القرآن ویذکر الناس۔[4] انتہی

قال النووي رحمه الله: فيه دليل للشافعي في أنه يشترط في الخطبة الوعظ والقراءة قال الشافعي: لا يصح الخطبتان إلا بحمد الله تعالى والصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم فيهما والوعظ۔[5] انتہی

وقال الشوكاني في نيل الأوطار: استدل به على مشروعية القراءة والوعظ في الخطبة۔[6]

ومنها ما رواه مسلم أيضاً عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خطب احمرت عيناه، وعلا صوته، واشتد غضبه، حتى كأنه منذر جيش، يقول: صبحكم ومساكم، ويقول: بعثت أنا والساعة كهاتين، ويقرب بين أصبعيه السبابة والوسطى، ويقول: أما بعد فإن خير الحديث كتاب الله، وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة۔[7]

وفي رواية عنه له: قال: كانت خطبة النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة يحمد الله ويثني عليه بما هو أهله، ثم يقول: من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وخير الحديث كتاب الله ۔۔۔

ثم ساق الحديث بمثل الحديث الأول۔[8]

ومنها ما رواه مسلم أيضاً عن أم هشام بنت حارثة بن النعمان قالت: ما أخذت قٓ * وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ إلا عن لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأها كل يوم الجمعة على المنبر إذا خطب الناس۔[9]

قال النووي: قال العلماء: سبب اختيار ق أنها مشتملة على البعث والموت والمواعظ الشديدة والزواجر الأكيدة۔[10] انتہی

ومنها ما رواه أبو داود عن جابر بن سمرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان لا يطيل الموعظة يوم الجمعة، إنما هن كلمات يسيرات۔[11] قال في نيل الأوطار: فيه أن الوعظ في الخطبة مشروع۔[12] انتہی

وأما عبارات الكتب الفقهية فكثيرة أيضاً، منها عبارة فتاوى قاضي خان: ''قال بعضهم: ما دام الخطيب في حمد الله تعالى، والثناء عليه، والوعظ للناس، فعليهم الاستماع والإنصات، فإذا أخذ في مدح الظلمة والثناء عليهم، فلا بأس بالكلام حينئذ''[13] انتہی

ومنها عبارة فتح القدير: ''وعلى اشتراط نفس الخطبة بإجماع، بخلاف ما قام الدليل على عدم اشتراطه، ككونها خطبتين، بينهما جلسة قدر ما يستقر كل عضو في موضعه، يحمد الله في الأولى، ويتشهد ويصلي عليه، وعلى آله الصلاة والسلام، ويعظ الناس ۔۔۔ إلى أن قال: لأنه قام الدليل عند أبي حنيفة رحمه الله على أنه من السنن أو الواجبات، لا شرط على ما سنذكره''[14] انتہی

ومنها عبارته أيضاً: ''ومن الفقه والسنة تقصيرها (أي تقصير الخطبة) وتطويل الصلاة بعد اشتمالها على ما ذكرناه آنفا من الموعظة والتشهد والصلاة وكونها خطبتين''[15] انتہی

ومنها عبارة رد المحتار: ''قوله: ويبدأ أي قبل الخطبة الأولى، بالتعوذ سرا، ثم بحمد الله تعالى والثناء عليه، والشهادتين والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والعظة والتذكير والقراءة''[16] انتہی

ومنها عبارة جامع الرموز شرح مختصر الوقاية ۔۔۔ ''فيبدأ بالتعوذ سرا، ثم يحمد الله، ثم يأتي بالشهادتين، ثم يصلي عليه وآله وسلم، ثم يعظ الناس ثم يقرأ''[17] انتہی

ومنها عبارة البرجندي شرح مختصر الوقاية: ''ويخطب خطبتين يحمد في الأولیٰ ويتشهد، ويصلي علیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ويعظ الناس''

ومنها عبارة البرجندي أيضاً: ''وفي شرح الطحاوي رحمه: السنة في الخطبة أن يحمد الله، ويثني عليه، ويعظ الناس، ويقرأ القرآن، ويصلي علیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم''[18] انتهى

هذه كلها عبارات كتب الفقه للحنفية، ومنها عبارة زاد المعاد في هدي خير العباد للعلامة الحافظ ابن القيم الحنبلي في ذكر خصائص يوم الجمعة الثانية والعشرون: فيه أن الخطبة التي يقصد بها الثناء علی الله، وتمجيده، والشهادة له بالوحدانية، ولرسوله صلی اللہ علیہ وسلم بالرسالة، وتذكير العباد بأيامه، وتحذيرهم من بأسه ونقمته، ووصيتهم بما يقربهم إليه، وإلیٰ جنانه، ونهيهم عما يقربهم من سخطه وناره، فهذا هو مقصود الخطبة والاجتماع لها۔[19] انتهى

ومنها عبارة زاد المعاد أيضاً في فصل هديه صلی اللہ علیہ وسلم في خطبه: وكان يعلم أصحابه في خطبته قواعد الإسلام، وشرائعه، ويأمرهم وينهاهم في خطبته إذا عرض له أمر أو نهي، كما أمر الداخل، وهو يخطب أن يصلي ركعتين، ونهیٰ المتخطي رقاب الناس عن ذلك، وأمره بالجلوس، وكان يقطع خطبته للحاجة تعرض أو السؤال لأحد من أصحابه فيجيبه، ثم يعود إلیٰ خطبته فيتمها، وكان ربما نزل عن المنبر للحاجة، ثم يعود فيتمها، كما نزل لأخذ الحسن والحسين وأخذهما، ثم رقیٰ بهما المنبر، فأتم خطبته، وكان يدعو الرجل في خطبته: تعال اجلس يا فلان، صل فلان، وكان يأمرهم بمقتضیٰ الحال في خطبته، فإذا رأی منهم ذا فاقة وحاجة، أمرهم بالصدقة، وحضهم عليها''[20] انتهى

ومنها عبارة الحافظ ابن حجر رحمه الله في فتح الباري التي مرت تحت الحديث الأول۔ ومنها عبارتا الإمام النووي في شرح مسلم اللتان تقدمتا تحت الحديث الثاني والرابع، ومنها عبارتا الشوكاني رحمه الله في نيل الأوطار اللتان سبقتا تحت الحديث الثاني والخامس۔ والله تعالیٰ أعلم بالصواب۔

كتبه: محمد عبد الله۔ یہ جواب صحیح ودرست ہے۔ عبد الغني۔ عفا الله عنه۔ الجواب صحيح۔ شيخ حسين بن محسن عرب۔ الجواب صحيح عندي، والله أعلم بالصواب۔ أبو محمد إبراهيم۔

[الحمد وکفیٰ، وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، أما بعد: تم نے، اللہ تم پر رحم فرمائے، یہ سوال کیا ہے کہ خطبہ جمعہ میں وعظ کہنا جائز ہے یا نہیں اور کیا کسی شخص کا یہ کہنا کہ جمعے کے دن خطبہ جمعہ میں وعظ کہنا بدعتِ محضہ ہے، سنتِ نبویہ کے مخالف ہے اور فقہ کی کتابوں میں اس کے جواز کا کوئی ذکر نہیں ہے، صحیح ہے یا نہیں؟ آگاہ رہو کہ جمعے کے دن خطبے میں وعظ کرنا بالکل بدعت نہیں ہے، بلکہ وہ جائز و مشروع ہے۔ سنتِ نبویہ کے واضح ثبوت کے ساتھ ثابت ہے اور کتبِ فقہ میں صراحتاً اس کا ذکر موجود ہے۔ لیجیے ہم کچھ احادیثِ نبویہ اور کتبِ فقہ کی چند عبارتیں بطورِ ثبوت کے پیش کیے دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں احادیث بہت زیادہ ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

ایک حدیث تو وہ ہے، جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی آیا، درآنحالیکہ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اٹھو اور نماز پڑھو۔ جابر رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت میں یوں ہے جو امام بخاری نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا کہ اٹھو اور دو رکعتیں ادا کرو۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے ایک روایت صحیح مسلم میں یوں مروی ہے، کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جمعے کے دن اس وقت تشریف لائے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، چنانچہ یہ بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلیک! اٹھو اور دو رکعتیں پڑھو اور انھیں مختصر کرو۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جمعے کے دن اس حال میں تشریف لائے کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ مختصر دو رکعتیں ادا کرے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں کہا ہے کہ اس حدیث میں چند فوائد ہیں۔ ایک یہ کہ خطیب کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اپنے خطبے میں امر (بالمعروف) اور نہی (عن المنکر) کرے۔ دوسرا یہ کہ وہ ان احکام کو واضح کرے، جن کی ضرورت ہے اور یہ خطبے کے اس تسلسل کو منقطع نہیں کرتا، جو خطبے میں مشروع ہے، بلکہ کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ خطبے ہی میں شمار ہوتا ہے۔

ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جو صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل ہے کہ خطبے میں وعظ کہنا اور قراءت کرنا شرط ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں خطبے تب صحیح ہیں، جب ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور وعظ و نصیحت کیا جائے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے ''نیل الأوطار'' میں کہا ہے کہ مذکورہ حدیث سے خطبۂ جمعہ میں قراءتِ قرآن اور وعظ و نصیحت کی مشروعیت پر استدلال کیا گیا ہے۔

ایک حدیث وہ ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ ہی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سرخ ہوجاتیں، آواز بلند ہوجاتی اور غصہ شدید ہوجاتا، حتیٰ کہ یہ کیفیت ہوجاتی، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حملہ آور لشکر سے آگاہ کرتے ہوئے فرمارہے ہوں: ''وہ صبح یا شام تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔'' نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''مجھے (ایسے وقت میں) مبعوث کیا گیا ہے کہ میں اور قیامت اس طرح ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی انگلی اور انگشتِ شہادت کو باہم ملاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''أما بعد'' (حمد و ثنا اور صلاۃ و سلام کے بعد) سب سے بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ بدترین امور وہ ہیں جو نئے جاری کیے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

صحیح مسلم ہی میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے، کہ جمعے کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ یوں ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے لائق اور شایانِ شان اس کی حمد و ثنا بیان کرتے، پھر فرماتے: ''جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور جسے وہ گمراہ کردے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔'' پھر انھوں نے پہلی حدیث کی طرح حدیث کو بیان کیا ہے۔

ان میں سے ایک روایت صحیح مسلم ہی میں ہے، جو ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورت ق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن سن کر یاد کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعے کو جب منبر پر لوگوں سے خطاب فرماتے تو اسے پڑھا کرتے تھے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خطبۂ جمعہ میں سورت ق کی تلاوت کو اس لیے اختیار کیا گیا کہ یہ سورت موت، اس کے بعد اٹھائے جانے، مواعظِ شدیدہ اور زواجر اکیدہ پر مشتمل ہے۔

ایک حدیث وہ ہے، جسے امام ابوداود نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، وہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے روز لمبا وعظ نہ فرمایا کرتے تھے، بلکہ چند مختصر سے کلمات ہوا کرتے تھے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے ''نیل الأوطار'' میں فرمایا ہے کہ اس (حدیث) سے ثابت ہوا کہ خطبۂ جمعہ میں وعظ کرنا مشروع ہے۔

رہی فقہی کتابوں کی عبارتیں تو وہ بھی بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے ایک فتاویٰ قاضی خاں کی درج ذیل عبارت ہے:

''ان (فقہا) میں سے بعض کا قول ہے کہ جب تک خطیب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا رہے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا رہے تو ان (سامعین) پر واجب ہے کہ وہ خاموشی اختیار کریں اور توجہ سے سنیں۔ پھر جب وہ ظالم لوگوں کی مدح و ثنا بیان کرنے لگے تو اس وقت ان کے کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

ایک ''فتح القدیر'' کی درج ذیل عبارت ہے:

''نفسِ خطبہ کے شرط ہونے پر اجماع ہے، برخلاف اس چیز کے جس کے عدمِ اشتراط پر دلیل قائم ہو، جیسے دو خطبے دینا، دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھنا کہ ہر عضو اپنی جگہ پر واپس پلٹ آئے۔ (خطیب) پہلے خطبے میں اللہ کی حمد بیان کرے گا، کلمہ شہادت (أشھد أن لا إلٰه إلا اللّٰه، وأشھد أن محمدا رسول اللّٰه) پڑھے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لیے دعا کرے گا اور لوگوں کو وعظ کرے گا۔ پھر دوسرے خطبے میں ایسے ہی کرے گا، ہاں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اس خطبے میں وعظ کے بجائے مومن مردوں اور عورتوں کے حق میں دعا کرے گا۔۔۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر دلیل قائم ہے کہ ایسا کام کرنا سنن یا واجبات میں سے ہے، شرط نہیں ہے،

اس بنا پر جو عن قریب ہم ذکر کریں گے۔''

ان میں سے ''فتح القدیر'' ہی کی ایک عبارت یہ بھی ہے:

''فقاہت اور سنت سے یہ ہے کہ خطبے کو چھوٹا کیا جائے اور نماز کو لمبا کیا جائے۔ خطبہ ان چیزوں پر مشتمل ہو، جن کا ابھی ہم نے ذکر کیا ہے اور وہ ہیں: وعظ کرنا، کلمہ شہادت پڑھنا، درود و سلام پڑھنا اور خطبے دینا۔''

ایک عبارت ''ردالمحتار'' کی ہے:

''اس کا یہ قول کہ وہ ابتدا کرے، یعنی پہلے خطبے سے پہلے وہ سری طور پر تعوذ پڑھے، پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے، شہادتین (أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا رسول الله) پڑھے، نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، وعظ و نصیحت کرے اور (قرآنِ مجید کی) قراءت کرے۔''

''جامع الرموز شرح مختصر الوقاية'' کی درج ذیل عبارت ہے:

''پس وہ سری طور پر تعوذ پڑھنے کے ساتھ خطبے کا آغاز کرے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے، پھر شہادتین پڑھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر لوگوں کو وعظ کرے اور پھر قرآنِ مجید کی قراءت کرے۔''

ان میں سے ایک ''البرجندي شرح مختصر الوقاية'' کی درج ذیل عبارت ہے:

''وہ دو خطبے دے۔ پہلے خطبے میں اللہ کی حمد اور کلمہ شہادت پڑھے، نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور لوگوں کو وعظ کرے۔''

''البرجندی'' ہی کی ایک عبارت درج ذیل ہے:

''شرح طحاوی میں ہے: خطبے میں سنت یہ ہے کہ (خطیب) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے، لوگوں کو وعظ کرے، قرآنِ مجید کی قراءت کرے اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔''

مذکورہ بالا تمام عبارات فقہ حنفی کی کتب سے درج کی گئی ہیں۔

خطبہ جمعہ میں وعظ و نصیحت کرنے کے ثبوت میں ایک عبارت درج ذیل ہے، جو حافظ ابن القیم حنبلی رحمہ اللہ کی کتاب ''زاد المعاد في هدي خير العباد'' سے لی گئی ہے۔ جہاں پر اس کتاب میں جمعے کے دن کی خصوصیات بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے اکیسویں خصوصیت یہ ہے:

''خطبے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کرنا، اس کی بزرگی بیان کرنا، اس کی وحدانیت کی گواہی دینا، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا، اس کے بندوں کو اس کے ایام کے ساتھ نصیحت کرنا، ان کو اللہ تعالیٰ کی سزا اور عذاب سے ڈرانا، ان کو ایسی وصیت کرنا جو ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کی جنتوں کے قریب کر دے، ان کو ایسے عمل سے منع کرنا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور جہنم کی آگ کے قریب کر دے، چنانچہ یہی چیزیں خطبے کا مقصود ہیں اور اس پر اجماع ہے۔''

زاد المعاد ہی میں ایک عبارت درج ذیل ہے، چنانچہ خطبے کے مسنون طریقے کے بیان میں ہے:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قواعدِ اسلام اور شرائعِ اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔ اپنے خطبے میں ان کو امر و نہی کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے امر و نہی کا کوئی معاملہ پیش ہوتا، جیسے مسجد میں داخل ہونے والے صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ خطبہ میں حکم دیا کہ وہ دو رکعتیں ادا کرے۔ لوگوں کی گردنیں

پھلانگ کر آگے بڑھنے والے کو اس کام سے منع کیا اور اسے وہیں بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حاجت کے پیشِ نظر یا اپنے اصحاب میں سے کسی کے سوال کرنے پر خطبے کو روک کر اس کا حل کرتے، سوال کا جواب دیتے، پھر دوبارہ خطبہ شروع کر کے اس کی تکمیل تک لے جاتے تھے۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے لیے منبر سے نیچے بھی اتر جاتے، پھر دوبارہ منبر پر چڑھ کر خطبہ مکمل فرماتے، جیسے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو پکڑنے کے لیے منبر سے اترے، ان دونوں کو اٹھایا اور انھیں لے کر منبر پر چڑھ گئے اور اپنا خطبہ مکمل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے میں کسی آدمی کو بلا لیتے اور فرماتے: اے فلاں! اِدھر آؤ۔ اے فلاں! بیٹھ جاؤ۔ اے فلاں! نماز ادا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے میں مقتضائے حال کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرماتے، چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حاجت مند اور فاقہ زدہ آدمی کو دیکھ لیتے تو انھیں (اپنے اصحاب کو) صدقہ کرنے کا حکم دیتے اور انھیں اس پر برانگیخت کرتے۔''

ایک عبارت وہ ہے، جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب ''فتح الباري'' میں ہے اور وہ مذکورہ بالا احادیث میں سے پہلی حدیث کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ اور دو عبارتیں شرح صحیح مسلم للنووی رحمہ اللہ کی دوسری اور چوتھی حدیث کے تحت ذکر ہو چکی ہیں۔ ان میں دو عبارتیں امام شوکانی رحمہ اللہ کی بھی ہیں، جو ''نیل الأوطار'' میں ہیں، چنانچہ وہ دوسری اور پانچویں حدیث کے ضمن میں گزر چکی ہیں،

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٨٨) صحیح مسلم، رقم الحديث (٨٧٥)

[2] صحیح مسلم، رقم الحديث (٨٧٥)

[3] فتح الباري (٦/١٦٤)

[4] صحیح مسلم، رقم الحديث (٨٦٢)

[5] شرح صحیح مسلم للنووي (٦/١٥٠)

[6] نیل الأوطار (٣/٣٢٧)

[7] صحیح مسلم، رقم الحديث (٨٦٦)

[8] صحیح مسلم، رقم الحديث (٨٦٦)

[9] صحیح مسلم، رقم الحديث (٨٧٣)

[10] شرح صحیح مسلم (٦/١٦١)

[11] سنن أبي داود، رقم الحديث (١١٠٧)

[12] نیل الأوطار (٣/٣٢٧)

[13] فتاویٰ قاضی خان (١/٨٩)

[14] فتح القدير (٢/٥٦)

[15] فتح القدیر (۲/۵۷)

[16] ردالمحتار (۲/۱۴۹)

[17] جامع الرموز (ص: ۱۵)

[18] شرح مختصر الوقایۃ (۱/۱۰۲)

[19] زادالمعاد (۱/۳۸۶)

[20] زادالمعاد (۱/۴۱۱)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ:266

محدث فتویٰ